Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | منگل ۔ ۴ ۔ ذیلقعدہ ۱۴۱۳ھ ، ۲۷ شہادت ۱۳۷۲ ہش ، ۲۷ ۔ اپریل ۱۹۹۳ء | نمبر ۹۶

اپنے معاشرہ اور گھر کو جنّت کا نمونہ بنائیں تو اُخروی جنّت بھی حاصل ہو جائیگی

قرآنی فرمودات پر عمل کر کے جو معاشرہ قائم ہوگا وہ ہم مشرق کو بھی پیش کر سکتے ہیں اور مغرب کو بھی

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶۔ شہادت ۱۳۷۲ ہش (۱۶۔ اپریل ۱۹۹۳ء) کا خلاصہ جو مواصلاتی رابطوں کے ذریعے دنیا بھر میں براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا

یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

ربوہ: ۱۶۔ اپریل۔ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت احمدیہ کو نصیحت فرمائی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں میاں بیوی کے درمیان بہترین تعلقات کا نمونہ دکھائیں۔ قرآن کریم نے جو معاشرہ پیش کیا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس کی جو عملی مثال بیان فرمائی ہے اس کو سامنے رکھیں۔ تو یہ معاشرہ اور گھر جنت کا نمونہ بن سکتے ہیں اور جس کو اس دنیا میں یہ جنت حاصل ہو جائے اسے آخرت میں بھی جنت حاصل ہو جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے یہ ارشادات بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان فرمائے۔ حسب معمول یہ خطبہ بھی تین مواصلاتی رابطوں کے ذریعے دنیا بھر میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں فرمایا آج میری بیٹی عزیزہ یاسمین رحمان مونا کی شادی ہے۔ آج کے خطبے اور نماز کے بعد میں یہ نکاح پڑھاؤں گا۔ خطبے کے بعد نماز جمعہ و عصر جمع کی جائے گی۔ لیکن جب میں نماز ادا کر دوں تو جو احمدی دنیا بھر میں ڈش انٹینا کے ذریعے یہ خطبہ سن رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس نماز کے ساتھ نماز ادا نہ کرے۔ اگر دنیا میں کہیں اس وقت نماز کا وقت ہے تو ہر ایسی جگہ پر مقامی امام نماز پڑھائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں بیوی کے تعلقات کا اس سے بہتر نقشہ نہیں کھینچا جا سکتا تم خاک کے پتلے ہو۔ ایک ہی وجود سے پیدا کئے گئے ہو۔ پھر تم دنیا میں پھیل جاتے ہو تاکہ تم اپنے جوڑے (زوج) سے تسکین حاصل کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تصوّر غلط ہے۔ کہ صرف عورت کو راحت دینے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ بلکہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو راحت عطا کرنے کے لئے ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سارے معاشرے میں مؤدت و رحمت کو اختیار کیا جائے۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری عائلی زندگی مثالی نہیں بن سکی مختلف معاشروں کے مختلف نقائص ہوتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت مغربی عائلی زندگی بھی مثالی نہیں اور مشرقی عائلی زندگی بھی مثالی نہیں۔ لیکن دین حق نہ تو مشرق کا ہے۔ اور نہ مغرب کا۔ یہ تو دونوں کا سانجھا ہے اس لئے عائلی زندگی کے حوالے سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں جو نور چمکا تھا اس کو اختیار کیا جائے۔ اگر کسی معاشرے سے وفا اور حیا اٹھتی جاتی ہے تو وہ معاشرہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی اور پیغام سے کٹ جاتا ہے۔ اور جب تک ایسا معاشرہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے دوبارہ منسلک نہیں ہوتا۔ اس کے امن کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مشرقی گھرانوں میں بعض ایسی بیہودہ روایات ہیں کہ لڑکے لڑکی کی شادی کے بعد خاوند کے رشتہ دار یہ چاہتے ہیں کہ لڑکی کو اس کے ماں باپ اور رشتہ داروں سے کلیۃً توڑ کر الگ کر دیا جائے۔ اسی طرح بیوی کے رشتہ دار اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ جب تک لڑکے کو اس کے رشتہ داروں سے کلیۃً علیحدہ نہ کر دیا جائے ان کی بیٹی امن و امان سے نہیں رہ سکتی۔ اکثر اجڑے ہوئے گھروں میں بڑی تعداد وہ ہوتی ہے جہاں دونوں طرف کے رشتہ دار قصوروار ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ عموماً زیادہ قصور دولہا کے ماں باپ کا ہوتا ہے۔ لڑکی تو پرائی ہوتی ہے۔ جب وہ رخصت ہو جاتی ہے تو اس پر زیادہ اختیار نہیں رہتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جب میں نے اپنی اہلیہ کے وصال کے موقعہ پہ عائلی زندگی کے مسائل کا زیادہ ذمہ دار مردوں کو قرار

باقی صـ ۲ پر

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کی صاحبزادی کی تقریبِ نکاح

ازدواجی معاملات میں ہمیشہ صاف ستھری اور کھری بات کہو

حضور ایدہ اللہ نے مواصلاتی رابطے کے ذریعے خطبہ نکاح کا اعلان فرمایا

ربوہ: ۱۶۔ اپریل۔ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ یاسمین رحمٰن مونا صاحبہ کے نکاح ہمراہ عزیزم مکرم کریم اسد احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا اعلان ۱۱۔ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر جو خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ وہ تین مواصلاتی رابطوں پر دنیا بھر میں لائیو (براہِ راست) ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ اس طرح سے یہ تاریخ میں پہلا عالمی خطبہ نکاح ہے جو مواصلاتی رابطوں کے ذریعے دنیا بھر میں سنا اور دیکھا گیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات قرآنی کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔ ان کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ قولِ سدید پر عمل کرو۔ یعنی صرف سچی بات ہی نہیں بلکہ صاف اور سیدھی بات کہو تو تمہارے اعمال میں اصلاح ہوگی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا جماعتی نظام کا وسیع تجربہ ہے کہ جب بھی کسی پر کوئی حرف آتا ہے تو فریقین بات کرتے وقت سچائی کے ساتھ بات کرنے کی بجائے تلبیس سے کام لیتے ہیں۔ اور صاف ستھری سچی اور کھری بات کرنے کی بجائے ملمع سازی سے بات کرتے ہیں جس پر الزام آتا ہے۔ وہ سَو بہانے کرتا ہے اور اپنی اصل کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے سَو سَو بہانے کرتا ہے۔ یہ ساری باتیں قولِ سدید کے خلاف ہیں۔ کہنے والا کہتا ہے کہ میں تو خراب ہوں ہی نہیں۔ انہیں تو میری نیت کا پتہ نہیں۔ میں تو پاک صاف انسان ہوں۔ ہر طرف سے پاک نیتوں کے اعلانات آنے لگتے ہیں۔ بعض دفعہ تو جب معاملہ میرے سامنے آتا ہے تو کہنا پڑتا ہے کہ اچھی بات ہے۔ جاؤ پھر لڑو۔ تم جاؤ اور تمہارا خدا جانے۔ وہی نیتوں کا حال جانتا ہے۔ اس کے بغیر اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اصلاح تو بندے کا اختیار ہی نہیں۔ اصلاح تو

باقی صـ ۲ کالم ۳، پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ : صہ ۱

دیا۔ تو اس پر بعض لوگوں نے شکوہ کیا کہ آپ نے سارا بوجھ مردوں پر ڈال دیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بگڑے ہوئے مردوں کی بنیادیں بھی ان کی ماؤں نے رکھی ہوتی ہیں۔ ایسی بہت سی مائیں عملاً اولادیں سے اپنے بیٹوں کی زیادہ طرفداری کرتی ہیں۔ بچپن سے ہی اس کی پرورش اس طرح کرتی ہیں کہ لڑکا چاہے ہمسایوں کا امن برباد کرے یا بہنوں کو مارے۔ وہ جب بھی ایسی حرکت کرتا ہے مائیں شیر کی طرح جھپٹ کر اپنے بیٹے کی ناجائز طرفداری کرتی ہیں۔ اور پھر جب کوئی عورت بہو بن کر اس کے گھر میں آتی ہے تو فرعون کی طرح اس پر حکمرانی کرنا چاہتی ہے۔ جیسے گھر کے کام کاج کے لئے کوئی نوکرانی رکھ لی گئی ہو۔ اور جس کا فرض ہو کہ وہ خاوند کی بہنوں بھائیوں اور سب گھر والوں کی خدمت کرے۔ اسی ضمن میں خاوند کی خدمت کے خیال سے نوکری پیشہ رشتے بھی ڈھونڈے جاتے ہیں۔ لوگ مجھے بھی آکر کہتے ہیں کہ لیڈی ڈاکٹر چاہیئے۔ میں وہیں سمجھ جاتا ہوں کہ اصل مقصود مالی حالت کو سنوارنا ہے رشتہ لینا نہیں۔ اور پھر بہو جب گھر میں آتی ہے تو نندیں بیٹھ کر اس پر طرح طرح کے تبصرے کرتی ہیں کہ یوں کرتی ہے یوں نہیں کرتی۔ اس کا ناک نقشہ یوں ہے۔ اس کا لباس ایسا ہے۔ اس میں شرم حیا نہیں وغیرہ۔ بہو پہلے تو سنتی رہتی ہے۔ آخر وہ ایک دن پھٹتی ہے اور جب پھٹتی ہے تو پھر سارے گھر کو جہنم بنا دیتی ہے۔ اور ایسی گفتگو کے نتیجے میں ہاتھا پائی اور پھر جوتم پیزار بھی شروع ہو جاتی ہے اور میں نے ایسے واقعات بھی سنے ہیں کہ سارا گھر مل کر لڑکی کو مارنے میں شامل تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو حسنِ معاشرت بیان فرمایا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھایا ہے اس میں لامتناہی فیوض موجزن ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا اپنے ماں باپ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ آپ کے صحابہؓ نے حیران ہو کر پوچھا کہ کون ہے جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے۔ فرمایا جب تم ایک دوسرے کے رشتہ داروں کو گالیاں دیتے ہو تو وہ گالیاں تمہارے ماں باپ کے اوپر ہی آکر پڑتی ہیں۔ اور یہ کہ جب تم کسی کو گالیاں دو گے تو وہ غصے میں آکر تمہیں یا تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے گا۔ اس طرح سے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوانے کے تم خود ذمہ دار بن جاؤ گے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ تم دوسروں کے جھوٹے معبودوں کو بھی گالیاں نہ دو تاکہ کہیں وہ غصے میں آکر تمہارے سچے معبود کو گالیاں نہ دینے لگیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جب کوئی شخص گالیاں سن کر خاموش رہتا ہے تو فرشتے اس کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ لیکن جب وہ خود جواب دینے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت اٹھا لیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کوئی شخص گالیاں دے رہا تھا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہاں موجود تھے۔ اور یہ سب سن رہے تھے۔ جب تک وہ شخص گالیاں دیتا رہا حضور خاموش رہے۔ جب حضرت ابوبکر سے برداشت نہ ہوا تو آپ نے بھی اسے جواب دیا۔ اس وقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر جانے لگے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ جب تک یہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا آپ تشریف فرما رہے اور جب میں نے جواب دیا ہے تو آپ اٹھ کر جا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ابوبکر! جب تک تم خاموش تھے خدا کے فرشتے تمہاری طرف سے جواب دے رہے تھے۔ جب تم نے بولنا شروع کیا تو فرشتے پیچھے ہٹ گئے اس لئے میں بھی اٹھ گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میں تو بہت نصائح کر چکا ہوں۔ جہالت میں پیدا ہونے والی یہ مائیں اپنی جہالت نسل در نسل منتقل کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور معاشرہ کے بگاڑ کا سبب بنتی ہیں اور جب معاشرہ بگڑتا ہے تو قوموں کے مزاج بگڑ جاتے ہیں۔ اور قومی بدتمیزیاں جنم لیتی ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عائلی زندگی پر غور کریں۔ اور اس پر عمل کریں تو ہمارے گھر مودت و محبت سے بھر جائیں گے۔ مرد و عورت گھروں میں حسنِ معاشرت پیدا کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو گھروں میں اس دنیا میں ہی جنت پیدا کر دی جائے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے سے جو جنت حاصل ہوتی ہے اس کے بعد اخروی جنت بھی یقینی ہو جاتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے قرآن کریم میں بیان کردہ دو ماؤں کی مثال بیان فرمائی۔ ایک وہ ماں تھی جس نے فرعون کو جنم دیا اور ایک وہ ماں تھی جس نے موسیٰؑ کو جنم دیا۔ اور اس کی ایسی تربیت کی کہ اس کے حسنِ خلق سے متاثر ہو کر ایک لڑکی نے خود خواہش ظاہر کی کہ اس سے اس کی شادی ہو جائے۔ لیکن لڑکی نے حیاء سے اپنے باپ سے کہا کہ کیوں نہ اس کو ہم ملازم رکھ لیں۔ باپ نے جو بے حد سمجھدار تھا اپنی لڑکی کی بات سمجھ لی اور کہا کہ ہاں رکھ لیں گے بشرطیکہ وہ تم میں سے کسی سے شادی کرے۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنی اہلیہ محترمہ کو ساتھ لے کر پہاڑ پر جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے نور کا جلوہ دیکھا تو اپنی بیوی کو رکنے کو کہا مگر کس حکمت اور پیار سے بیوی سے بات کی کہ کیوں نہ میں آگ کی تلاش میں جاؤں تاکہ ہم مل کر آگ سینکیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا قرآنی بیان میں بے شمار بین السطور باتیں لفظ لفظ میں ملتی ہیں۔ جگہ کی قلت کی وجہ سے قرآن کریم نے جا بجا اشارے کئے ہیں ورنہ اگر ہر بات کو کھول کھول کر بیان کیا جاتا تو اربوں ارب صفحات پر مشتمل کتاب بن جاتی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا قرآن کریم نے جو معاشرہ پیش کیا ہے اس پر عمل کریں پھر آپ نورانی معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ پھر آپ یہ معاشرہ مغرب کو بھی پیش کر سکتے ہیں اور مشرق کو بھی پیش کر سکتے ہیں۔

خطبہ ختم کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے نماز جمعہ و عصر پڑھائی۔ اور دنیا بھر کے ممالک میں لاکھوں احمدی اپنے اپنے ٹی وی کے سامنے خاموشی اور سکون سے بیٹھے رہے۔ قریباً ۲۰ منٹ تک نماز جمعہ و عصر ادا کی گئی۔ جس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صاحبزادی کے نکاح کا اعلان فرمایا

بقیہ : صہ ۱

اللہ کی طرف سے آتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا بات کو صرف سچی نہ رکھیں بلکہ پاک صاف اور ستھری کر کے رکھیں تو اللہ ضرور مغفرت کا سلوک کرے گا۔ اور اگر خوف ہو کہ پہلے جو گناہ ہیں ان کا کیا بنے گا تو اللہ نے یہ بھی تسلی عطا فرما دی ہے کہ وہ پہلے گناہ معاف کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حسن و احسان تو جاری رہتا ہے اور کوثر پر جا کے ختم ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صرف اصلاح کی بات نہیں کرتا بلکہ پرانے گناہ معاف کرنے کی نوید بھی دیتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میری اور اللہ کی اطاعت کرو گے تو اللہ فلاح عطا کرے گا۔ صرف کامیابی نہیں بلکہ ایسی کامیابی جو عظیم کامیابی ہے جس سے بڑی کامیابی تصور میں نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ لامتناہی کامیابیوں کا راستہ کھول دیتا ہے اور ایسے صراطِ مستقیم پر ڈال دیتا ہے جس کا کوئی دوسرا کنارہ نہیں ہوتا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع نکاح کے اعلان کے موقعہ پر جن آیات کا انتخاب فرمایا اس میں یہی بات بیان ہوئی ہے کہ اللہ کی مغفرت کی تمنا کرو گے تو ہر نکاح سے منسلک ہونے والے جوڑے اور ان کے خاندانوں کو لامتناہی فیوض عطا ہونگے۔

حضور ایدہ اللہ نے شادی کے انتظامات کے سلسلے میں جماعت احمدیہ انگلستان کے افراد کا شکریہ ادا فرمایا اور فرمایا کہ جماعت نے جس طرح دعاؤں کے علاوہ ہر طرح سے بے حد محبت کے ساتھ انتظامات کئے ہیں وہ ایسا نمونہ ہے جو قریبی رشتوں میں بھی نہیں ملتا۔ حضور نے فرمایا دوسرا شکریہ ان لوگوں کا ہے جو دور دراز سے خرچ کر کے آئے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ اگر آپ صرف ایک دورہ کر سکتے ہیں تو میری بچی کی شادی کی بجائے لندن کے جلسہ پر آئیں اور اس شادی میں صرف روحانی طور پر دعاؤں کے ذریعے شامل ہوں۔ لیکن میں اس موقعہ پر ایسے چہرے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جن سے محبت کا تعلق تو پرانا ہے لیکن جو رہ نہیں سکتے۔ اور بہت سے لوگوں نے بار بار فون کر کے فیکس کر کے زبردستی اجازت حاصل کی۔ حضور نے فرمایا سب دوستوں کو میں دجی آئیاں نوں، کہتا ہوں۔ اس کے بعد حضور نے ایجاب و قبول کروایا اور پہلے خود فرمایا کہ مجھے یہ رشتہ منظور ہے اور میری بیٹی نے بھی دستخط کر کے اپنی رضامندی ظاہر کر دی ہے اس کے بعد دولہا عزیزم مکرم کریم اسد احمد صاحب سے انگریزی میں ایجاب و قبول کروایا۔

آخر میں حضور نے دعا کرواتے ہوئے فرمایا، آئیے اب ہم دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آصفہ بیگم کی روح کو بھی اس خوشی میں شریک کرے اور ان کی روح کو یہ تسکین پہنچے کہ میں نے اور ان کی بچیوں نے اور ساری جماعت نے ان کی امانت کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضور نے دعا کرائی جس میں ڈش انٹینا کے ذریعے لاکھوں لاکھ احمدیوں نے شرکت کی (اسی روز خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے رخصتانہ کی تقریب بھی عمل میں آئی)۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

جماعت احمدیہ کے مرکز میں جماعت کے غریب و یتیم بچوں اور دوسرے محتاجوں اور معذوروں کے لئے کوئی تسلی بخش انتظام نہیں تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے اس اہم جماعتی ضرورت کی طرف توجہ فرمائی اور یکم مئی ۱۹۲۶ء سے دارالشیوخ کے نام سے ایک اہم ادارہ قائم کیا جس میں غریب اور معذور بچے بلکہ بعض بوڑھے بھی کافی تعداد میں رہتے تھے اور حضرت میر صاحب اپنی پرائیویٹ کوشش کے ذریعہ ان کے اخراجات وغیرہ مہیا کر کے انہیں تعلیم دلاتے تھے۔ اور اپنے عزیزوں کی طرح ان کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ اور نابینا بچوں کو قرآن مجید کے حفظ کرانے کا انتظام کرتے تھے۔ دارالشیوخ میں پرورش پانے والے متعدد بچے مدرسہ احمدیہ جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھتے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے دارالشیوخ کا جس رنگ میں انتظام فرمایا وہ بلا مبالغہ عدیم المثال تھا۔ یتامیٰ و مساکین اور بے سہارا لوگوں کے لئے آپ کی شفقت اور ہمدردی سے متعلق متعدد واقعات شائع شدہ ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ صرف تین کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ حکیم عبداللطیف صاحب شاہد (گوالمنڈی لاہور) کا بیان ہے کہ: میری دارالشیوخ میں تین سال تک بطور مہتمم تقرری کے زمانہ میں بیسیوں طالب علم قادیان بغرض تعلیم آئے۔ جب خاکسار آپ کی خدمت میں ایسے کسی طالب علم یا غریب آدمی کو داخلہ کے لئے پیش کرتا تو تین سال کے لمبے عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کسی کے داخلہ میں کبھی لیت و لعل فرمایا ہو۔ دارالشیوخ میں کسی فرد کے داخلہ کے بعد آپ نہ صرف اس کی ضروریات کا پورا خیال رکھتے بلکہ اس کو بیکار بھی نہ رہنے دیتے اور اگر کوئی شخص طلب علم کی خواہش کرتا تو اسے ہائی سکول یا مدرسہ احمدیہ میں داخل فرما دیتے اور اگر کوئی درزی وغیرہ کا کام سیکھنا چاہتا تو اسے وہاں پر انچارج درزی خانہ مرزا مہتاب بیگ صاحب کے سپرد کر دیتے۔

۲۔ منشی محمد یٰسین صاحب سابق محرر نظارت ضیافت بیان کرتے ہیں کہ دارالشیوخ میں ۱۷۵ کے قریب افراد کے کھانے کے لئے بڑی محنت کرنا پڑتی تھی۔ اور اس کا فنڈ بڑا کمزور تھا ایک دفعہ قاضی نور محمد صاحب (وفات یافتہ) ہیڈ کلرک نظارت ضیافت نے عرض کیا کہ اب دارالشیوخ پر دو ہزار قرض ہو گیا ہے فرمایا کہ کل عصر کے بعد تانگہ لانا اور میرے ہمراہ چلنا دارالشیوخ کے لئے چندہ کی تحریک کرنا ہے۔ دوسرے دن میں تانگہ لایا ہم دونوں سوار ہو گئے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر (وفات یافتہ) کے گھر کے پاس حضرت نواب عبداللہ خان صاحب ملے اور مصافحہ کیا۔ نواب صاحب نے مصافحہ کے بعد فرمایا کہ ماموں جان آپ کو بخار ہے فرمانے لگے ہاں کچھ بخار تو ہے مگر دارالشیوخ پر کچھ قرضہ ہو گیا ہے اور اس کے لئے چندہ کرنے کو محلہ دارالرحمت جا رہا ہوں۔ انہوں نے پچاس روپے جیب سے نکال کر دیئے مجھے فرمایا جیب میں رکھتے جاؤ۔ جب نواب صاحب کچھ آگے نکل گئے تو فرمایا لو ہنی (ابتداء) تو اچھی ہو گئی ہے۔ غرض محلہ دارالرحمت میں پہنچے۔ مغرب کی نماز کے بعد تحریک کی گئی مولانا ابوالعطاء صاحب نے بھی تقریر کی تھی اہل محلہ نے کافی چندہ دیا اور کچھ غلہ بھی دیا۔ دوسرے دن محلہ دارالفضل بھی گئے پھر دوسرے محلہ جات میں گئے اور ایک ہفتہ کے اندر اندر اڑھائی ہزار روپیہ چندہ جمع ہو گیا۔ غلہ اس کے علاوہ تھا قاضی صاحب سے فرمانے لگے کہ جب کمی ہو جائے تو پھر بتانا۔

۳۔ عبدالعزیز صاحب بیت اقصیٰ میں (نمازوں کے لئے بلانے والے) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک معزز احمدی قادیان تشریف لائے وہ بوجہ عدیم الفرصتی کے ایک گھنٹہ کے لئے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو آئے تھے۔ حضرت میر صاحب نے فوراً بھائی احمد الدین صاحب ڈنگوی کی دکان سے ان کے لئے لسی اور ناشتے کا انتظام کیا اور ان کو ساتھ لے کر دارالشیوخ میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ جماعت کے یہ یتیم اور مسکین بچے ہیں یہ میرا باغ ہے۔ جو میں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر لگایا ہے اس کی آبیاری میں آپ بھی حصہ لیں۔ وہ احمدی دوست چند منٹ میں آپکی باتوں سے اس قدر متاثر ہوئے کہ مبلغ پانچ سو روپے کی رقم ان یتامیٰ کی اعانت کے لئے پیش کر دی۔

حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے نے ۱۹۴۳ء میں دارالشیوخ سے متعلق حضرت میر صاحب کی ان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں سمجھتا ہوں جہاں ہماری جماعت مشترکہ طور پر یتامیٰ و مساکین کی خبرگیری میں ناکام رہی ہے وہاں میر محمد اسحٰق صاحب نے اس میں کامیابی حاصل کر لی اور انہوں نے سو ڈیڑھ سو ایسے غرباء اور یتامیٰ اور مساکین کو جن کے کھانے پینے اور لباس اور رہائش وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں تھا اپنی نگرانی میں رکھ کر ایسے رنگ میں ان کی تربیت اور تعلیم کا کام کیا جو نہایت قابل تعریف ہے میر صاحب نے جن جن مشکلات میں یہ کام کیا ہے ان کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ مشکلات یقیناً ایسی ہیں جو ان کے کام کی اہمیت کو اور بھی بڑھا دیتی ہیں میں سمجھتا ہوں انہوں نے اتنے سال کام کر کے جماعت کے اندر ایک بیداری پیدا کر دی ہے کہ اب جماعت کے افراد کو بھی محسوس ہونے لگ گیا ہے ...... یتیم کی خدمت اور اس کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت اتنا اہم کام ہے کہ کوئی جماعت جو زندہ رہنا چاہتی ہو وہ کسی صورت میں بھی اس کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔"

تسیم سیفی

مشاہدہ-معائنہ

خدام الاحمدیہ کی تنظیم مشاہدہ معائنہ کا مقابلہ کروایا کرتی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ جو کچھ بھی آپ دیکھیں غور سے دیکھیں اور اس کا ایک تاثر آپ پر قائم ہو جائے۔ کسی سڑک پر سے گذریں تو آپ کو یہ بات یاد رہے کہ کونسی عمارت کہاں ہے۔ کس قسم کا درخت کس جگہ پر موجود ہے اور ایسی ہی باتیں۔ اس بات کو پھیلانا چاہیں تو زندگی کے ہر شعبے پر حاوی کر سکتے ہیں۔ میرے ایک افسر تھے بڑے مہربان۔ ان کے ساتھ ایک لمبا عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ کام نبٹانے کے بعد وہ بعض اوقات اپنی نجی زندگی کے متعلق بعض نہایت اہم اور مفید امور بیان فرمایا کرتے تھے۔ یہ بات انہوں نے اکثر کہی کہ جہاں تک مشاہدے معائنے کا تعلق ہے مجھے اگر یہاں سے آنکھوں پر پٹی باندھ کر موٹر کار میں لاہور لے جایا جائے تو میں راستے میں بتاتا جاؤں گا کہ ہم کس جگہ پر پہنچے ہیں۔ کونسی عمارت ہے کون سا درخت ہے کون سا پل آ گیا ہے اور ایسی ہی دیگر چیزیں۔ اسے وہ اپنے مشاہدے معائنے کی حس سے منسوب کرتے تھے اور واقعی اگر کوئی شخص ایسا کر سکے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی یہ حس بہت تیز ہے۔ ہمیں اس بات کا تو کبھی موقعہ نہ ملا کہ ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر لاہور تک جاتے لیکن ہم ایک اور شخص کی بات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ایک عزیز دوست ہیں ہمارے ساتھ دفتر میں کام بھی کرتے ہیں اور ان کی اچھی عادات کی وجہ سے ہمیں بہت اچھے بھی لگتے ہیں ہر وقت مسکراتے ہنستے کسی مشکل کو مشکل نہیں سمجھتے۔ بس جی کوئی بات ہی نہیں یہ بات تو ہو جائے گی۔ یہ ان کا تکیہ کلام ہے ان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ ان کی ابھی ایک ہی بچی ہے چھوٹی سی سال ڈیڑھ سال کی ہو گی کبھی گھر سے باہر نہیں نکلی اور اکیلے تو کبھی بھی نہیں نکلی لیکن ایک روز وہ گھر سے غائب ہو گئی یہ وہ دن تھا جب قادیان میں جلسہ سالانہ کے سلسلے میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افتتاحی خطاب فرمایا تھا۔ ہم سب بیت النصرت کی طرف جا رہے تھے۔ یہ عزیز راستے میں کھڑے تھے گھبرائے ہوئے پریشان پریشان سے۔ ہم نے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

کامیابی کی راہ

طلائی تمغہ حاصل کرتے اور عالمی شہرت کے حامل ایک کھلاڑی کا کہنا ہے کہ جب میں نے وہ میچ کھیلنا شروع کیا جس میں فتح حاصل ہونے پر مجھے عالمی شہرت و انعام حاصل ہوا تھا تو کھیل کی ابتدا میں مجھے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو رہی تھی اور مجھے لگتا تھا کہ میں ہار جاؤں گا۔ اس وقتی شکست کی وجہ پر میں نے غور کیا تو مجھے پتہ چلا کہ میری ناکامی میرے مدمقابل کی مہارت و مشاقی یا طاقت و قوت نہیں ہے بلکہ خود میرے اپنے خیالات ہیں جو ہار جانے کے خوف کی وجہ سے مجھے احتیاط سے کھیلنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اس انکشاف پر میں نے ہار جانے کے خوف کو ذہن سے نکالتے ہوئے کھیلنا شروع کیا اور اس کی وجہ سے جو جرأت اور تیزی پیدا ہوئی اس کا نتیجہ میری فتح۔ عالمی شہرت اور گولڈ میڈل تھا۔

باکسنگ کے ایک مشہور کوچ اور ماہر کے نزدیک خوف اور ڈر تو ایک ہیرو اور ایک عام آدمی میں ایک جیسا ہی ہوتا ہے مگر ہیرو کا ردِ عمل ایک بزدل کے ردِ عمل سے مختلف ہوتا ہے اور یہی امر اسے ہیرو بنا دیتا ہے۔

اگر حوصلہ و جرأت سے کسی کام میں ہاتھ ڈالنے سے کسی کو گھبراہٹ ہوتی ہو تو مندرجہ ذیل امور اس کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں :۔

۱۔ اپنے خیالات اور ارادوں کو بے کار نہ سمجھیں : کسی بھی اہم اور نئے کام کو شروع کرنے سے پہلے ہم اس کا ارادہ کرتے اور اس کے متعلق سوچ بچار سے کام لیتے ہیں۔ اس مرحلہ پر ہمیں بسا اوقات ایسے روایتی لال بجھکڑوں سے واسطہ پڑتا ہے جو آپ کے ارادوں کو جانتے ہی، بڑے دانشورانہ طریق سے کمال ہمدردی و غم خواری کے انداز میں بڑی فصاحت و بلاغت سے آپ کے ارادوں کو ناقابلِ عمل ثابت کر دیں گے۔ ان کے پاس ایسی بہت سی مثالیں موجود ہوں گی کہ فلاں فلاں شخص اپنے وسیع ذرائع کے باوجود اس منصوبہ پر کام کرکے ناکام ہو چکے ہیں۔ مگر دنیا کے بڑے بڑے موجد اور رہنما اگر اس اصول کو ہی مدنظر رکھتے تو دنیا ان کے کارہائے نمایاں سے کبھی بھی فائدہ نہ اٹھا سکتی اور وہ بھی ایک عام آدمی کی طرح جس کے ہونے یا نہ ہونے میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا اس دنیا میں اپنا وقت پورا کرکے گزر جاتے۔ ایک بہت بڑے عمارتی ادارہ کے مالک کا کہنا ہے کہ یہ دنیا منفی خیالات رکھنے والوں سے بھری پڑی ہے جن کے پاس آپ کی تجاویز کے خلاف ہزاروں دلائل زبان کی نوک پر ہوتے ہیں مگر آپ کو اپنے ارادوں پر یقین رکھتے ہوئے انہیں پورا کرنے کے لئے میدانِ عمل میں کودنا چاہیئے۔ اگر آپ اپنے ارد گرد کامیاب ہونے والے افراد کو ذہن میں لائیں تو آپ کو اس امر کی صداقت معلوم کرتے ہیں کوئی زیادہ دیر نہ لگے گی کہ ان کی کامیابی کے پیچھے ان کا وہی ارادہ کار فرما ہے جس پر عمل نہ کیا جاتا تو انہیں کبھی کامیابی حاصل نہ ہو سکتی۔

اگر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الثانی) ربوہ کی بستی آباد کرنے سے پہلے اس علاقہ کے ان بڑوں کی بات مان لیتے جنہوں نے بتایا تھا کہ ایک امیر کبیر ہندو اس جگہ کی سیرابی کے لئے اپنا بہت سا سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود ناکام ہو کر اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا تھا تو ربوہ کی آبادی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔۔۔۔

۲۔ اپنی منزل کو مختلف مرحلوں میں حاصل کرنے کی کوشش کریں : اگر کسی پہاڑ پر چڑھنے سے پہلے اس کی اونچائی معلوم کرکے ہی انسان مایوس ہو جائے تو وہ کبھی اپنی مہم میں کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ اگر پہاڑ پر چڑھنے کے لئے رستہ میں پڑاؤ کرتا ہوا مرحلہ وار کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرے تو ہر چھوٹی کامیابی اس کے حوصلہ و جرأت میں اضافہ کا باعث بنے گی اور اس طرح جرأت و استقلال کی وجہ سے کوئی بھی بڑا اور مشکل کام ناممکن نہیں رہے گا۔

۳۔ منفی رجحان اور سوچ کو ختم کر دیں : کسی اہم کام کو شروع کرنے پہلے اگر مثبت طریق پر سوچتے ہوئے اس کے لئے تمام ضروری سامان اور معلومات کو حاصل کر لیا جائے تو نتیجہ حسب منشا نکل سکتا ہے لیکن منفی سوچ کی وجہ سے کامیابی مشکل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی وکیل اپنا پہلا مقدمہ عدالت میں پیش کرتے ہوئے یہ سوچ سوچ کر پریشان رہنے لگے کہ

و۔ جج کو میری ناتجربہ کاری کا پتہ نہ چل جائے۔

ب۔ جج کو یہ پتہ نہ چل جائے کہ یہ میرا پہلا مقدمہ ہے۔

پ۔ جج کو میری گھبراہٹ کا پتہ نہ چل جائے۔

ت۔ جج کو میری تیاری کی کمی اور کم علمی کا پتہ نہ چل جائے وغیرہ۔

اگر وہ اس طرح کی منفی سوچوں کے بوجھ تلے دبا ہوا اپنا کیس پیش کرے گا تو ناکامی کے لئے کسی اور وجہ کی تلاش کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ وہ اپنے منفی خیالات کی شکل میں اپنی ناکامی خود اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے کمرۂ عدالت میں داخل ہوا تھا۔ اس کے برعکس اگر نوجوان وکیل اپنا پہلا کیس پیش کرنے کے لئے مکمل تیاری اور اعتماد کے ساتھ منصف کے سامنے پیش ہوگا۔ تو اس کی کم عمری و ناتجربہ کاری اس کی ناکامی کی نہیں بلکہ کامیابی کی وجہ بلکہ کامیابی کی سفارش بن جائے گی۔ مناسب طریقِ کار اختیار کریں۔ کامیابی کے حصول کے لئے جدوجہد اور محنت لازمی امر ہے مگر بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ باوجود شدید محنت اور پوری جدوجہد کے کامیابی حاصل نہیں ہوتی یا اس حد تک کامیابی حاصل نہیں ہوتی جس حد تک ہونی چاہیئے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہم نے صحیح طریق پر محنت نہیں کی اگر کھیت میں بیج بونے والا زمین کو نرم کرنے کے لئے ہل چلانے کی بجائے کنواں کھودنا شروع کر دے تو باوجود محنت کرنے کے بلکہ ضرورت سے زیادہ محنت و مشقت برداشت کرنے کے وہ مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ کنواں کھودنے سے پانی تو مل سکتا ہے اچھی فصل اور کھیتی نہیں ہو سکتی۔ یقین کیجیئے کہ دنیا میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرنے والے بڑے لوگوں نے ان جیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کرکے ہی فتوحات و کامیابیاں حاصل کی تھیں۔

تبتّل کا یہ معنی ہے کہ دنیا سے اپنی امیدیں۔ اپنی حرصیں۔ اپنے خوف۔ اپنی سب طمعیں کاٹ لاؤ اور صرف خدا ہی پر توکل کرو۔ اسی کے ہو جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہارے کام اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے بنائیگا

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

آپ کا خط ملا

عزیزہ مسفرہ بلشر ربوہ سے لکھتی ہیں :

بزرگوارم محترم سیفی صاحب !

میں اپنی دادی جان کو کہانی سنانے کے لئے کہوں تو کبھی وہ مجھے کوئی کہانی مثلاً جگنو فاختہ کی کہانی۔ بندر بلیوں وغیرہ کی اور کبھی درثمین یا کلام محمود کے اشعار سناتی ہیں اور مجھے ایک نظم بھی سنایا کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے یہ نظم پچاس سال سے زائد عرصہ ہوا جب "الفضل" کے ایک نمبر میں پڑھی تھی۔ اور سوائے چند ایک شعروں کے ساری اب تک یاد ہے۔ اور یہ بات اس وجہ سے زیادہ ہی باعثِ مسرت ہے کہ یہ نظم یا نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشہور ہندو شاعر کی ہے۔ جن کا نام دادی جان کو بھول گیا ہے۔ میں دادی جان سے لکھوا کر آپ کو ارسال کر رہی ہوں۔ کیونکہ یہ نظم مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء ایک غیر مسلم کر رہا ہے۔

آپ کو یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ میں ڈاکٹر منیر احمد بلشر کی بیٹی ہوں۔ چوتھی جماعت کی طالبہ ہوں۔ تیسری جماعت میں اپنی کلاس میں خدا کے فضل سے اوّل آئی تھی۔ اور بزرگوں کی دعائیں بھی شاملِ حال تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا۔

مجھے دادی جان نے یہ بھی بتایا ہے کہ میرے ابو جب قریبًا ساڑھے تین یا پونے چار سال کے تھے تو آپ نے غانا میں قیام کے دوران یسرنا القرآن سے ان کو بسم اللہ کروائی تھی۔ کیا آپ کو بھی یاد ہے ؟ (ہاں اچھی طرح یاد ہے) یہ خط ذاتی ہے۔ آپ صرف نظم شائع فرمائیں۔

اتنے پیارے خط کو ہم ذاتی نہیں سمجھتے۔ یہ تو ہماری یادوں کا سرمایہ ہے اور آپ کبھی آج سے کئی سال بعد خدا نے چاہا تو اسے الفضل میں دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔ اور اپنی سہیلیوں کو دکھائیں گی۔

ایک دن حضرت محمد مصطفیٰ
بانیٔ اسلام فخرِ انبیاءؑ

پھر رہے تھے جنگلوں میں گھومتے
پھرتے پھرتے آپ جب کچھ تھک گئے

باقی صــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

دی نیوز انٹرنیشنل
۱۲-اپریل ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۱۲ اپریل ۹۳ء کے شمارہ میں میاں نصر من اللہ خطوط کے کالم میں کہتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ہر شخص جو حالات سے واقف ہے جانتا ہے کہ اسلام آباد میں سیاسی جوڑ توڑ کس طرح ہو رہے ہیں۔ اور ایسا کرنے کے لئے کسطرح داؤ پیچ کھیلے جا رہے ہیں۔ اور ایک طرف سے ہٹ کر دوسری طرف جایا جا رہا ہے اور سازشیں بھی چل رہی ہیں۔ جو کہ ہماری مخصوص قومی ثقافت کا ایک حصہ ہیں۔ لیکن جہاں تک قومی مفادات کا تعلق ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کے متعلق یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اسے دیگر تمام امور سے بالا رکھنا چاہیئے۔ سردار آصف علی کے متعلق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ بات فراموش کر دی ہے۔ کیونکہ انہوں نے حکومت پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ دہشت گردی کو دبانے کی کوشش نہیں کرتی اور یہ انہوں نے اس وقت کہا ہے۔ جب کہ انہوں نے وفاقی وزارت سے استعفیٰ پیش کیا۔ یہ الزام ایک ایسے وقت میں لگایا گیا ہے جب بھارت پاکستان کو الزام دے رہا ہے کہ یہ ملک دہشت گردی کی حمایت کرتا ہے۔ اور امریکہ کو بھی جیسے کہ اس بات کی کھجلی ہو رہی ہے کہ وہ پاکستان کو دہشت گرد ممالک کی فہرست میں شامل کروائے۔ جب ہمارے اپنے ہی وزراء ایسے ثبوت مہیا کرنے لگیں تو یہ بات مشکل نہیں ہو گی کہ ہم اپنے آپ کو ایک ایسی کیفیت میں پائیں جس سے ہماری اقتصادیات بری طرح متاثر ہوتی ہوں۔ اتنی بری طرح کہ جس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اخلاقیات ایک ایسی جنس ہے جو پاکستان میں سیاسی قوت حاصل کرنے کے لئے آسانی سے نظر انداز کر دی جاتی ہے۔ لیکن کم از کم اپنے سیاست دانوں سے یہ مطالبہ تو کر سکتے ہیں کہ ہمارے قومی وقار کو بلند رکھا جائے۔ اپنی جگہ بے شک وہ چھوٹے چھوٹے سیاسی مفادات حاصل کرتے رہیں۔ لیکن جب وہ چھوٹے چھوٹے سیاسی مفادات حاصل کر رہے ہوں تو انہیں چاہیئے کہ ہمارے قومی مفاد کا خیال رکھیں اور اسے گرنے نہ دیں۔

۔ یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا۔

دی نیوز انٹرنیشنل
۱۴-اپریل ۱۹۹۳ء

سید ہلال الدین دی نیوز انٹرنیشنل کے ۱۴ اپریل ۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں۔

میں رائٹ آنریبل لارڈ جسٹس ڈیننگ کی کتاب سے کوٹ کر رہا ہوں۔ کتاب کا نام "دی کلوزنگ چیپٹر" (THE CLOSING CHAPTER) یعنی آخری باب ہے۔

"سوموار کے روز صبح کے وقت میں نے ۸-۲۵ کی گاڑی پکڑی جیسا کہ میرا معمول تھا۔ میں نے دی ٹائمز اخبار پڑھا۔ اسمیں ایک اداریہ تھا جس کا عنوان تھا۔ "A JUDGEMENT TOO FAR" (اے ججمنٹ ٹو فار) ایک فیصلہ جسے بہت دور تک لے جایا گیا۔ جس میں مندرجہ ذیل پیراگراف تھے۔

لارڈ ڈیننگ کے غلط طور پر سوچے ہوئے ریمارک جن میں سیاہ فام لوگوں کو جیوری سروس کے نااہل بتایا گیا ہے کے متعلق اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے نے سیاہ فام لوگوں میں خاصا برا اثر پیدا کیا۔ کیا انہیں چاہیئے تھا کہ وہ ایک ایسے کیس کا اس طرح کا فیصلہ دیتے جس سے ایک نسل کا تعلق تھا۔ ان کے متعلق یہ الزامات لگائے جائیں گے کہ انہوں نے تعصب سے کام لیا اور لوگ یہ سوچنا شروع کر دیں گے کہ ان کے فیصلے اپنے ذاتی رجحانات اور محسوسات کی وجہ سے نسلی امتیاز کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس طرح کی تنقید امید کی جاتی ہے۔ نہایت غیر ضروری ہو گی۔ لیکن لارڈ ڈیننگ کو اپنے آپ کو پھر خود ہی مورد الزام ٹھہرانا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ایسی پوزیشن میں ڈال دیا ہے جہاں ان پر حملے کئے جائیں۔ صنعتی تعلقات کے سلسلے میں جو مقدمات تھے ان میں بھی ایسا ہی ہوا۔ بائیں طرف کے سیاست دانوں

ڈان
۱۴-اپریل ۱۹۹۳ء

انگریزی روزنامہ ڈان کے ۱۴ اپریل ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں الخبر سعودی عرب سے نوشین زیڈ مظہر کہتی ہیں کہ جس لمحے بچہ از خود سانس لینا سیکھتا ہے اسی وقت سے وہ بطور ایک فرد کے بڑھنے لگتا ہے۔ اسکی تعلیم شروع ہی سے شروع ہو جاتی ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ جب اسے ان اشیاء کے جو اس کے ارد گرد ہوتی ہیں نام بھی نہیں سکھائے گئے ہوتے اس کی تعلیم شروع ہو جاتی ہے وہ ٹونٹیاں کھولنی شروع کر دیتا ہے اور پیالوں میں سے پانی گرانے لگتا ہے اس کے باوجود بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کو خود سیکھنے کے لئے چھ سال کی عمر کا ہونا چاہیئے۔ جب ایک بچہ۔ ایک چھوٹا سا بچہ۔ زندگی میں آگے بڑھنے لگتا ہے تو اس کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور اسے اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ بچے جو اس کے ہم عمر ہیں اور اس کے قرب و جوار میں رہتے ہیں ان کے ساتھ کھیلے وہ ان کے ساتھ چیزوں کی شراکت سیکھتا ہے اور ایک دوسرے سے کھیل کی وجہ سے برداشت کا مادہ اس میں پیدا ہوتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ چند ایک باتیں ہیں جو مونٹی سوری اور سکول سے پہلے تعلیم دینے والے لوگ بچوں کو پیش کرتے ہیں اور بچوں کو ایک دوستانہ ماحول دیتے ہیں اور ان کے لئے ایسی فضاء پیدا کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ گھروں میں مائیں کھانا پکانے جھاڑ پونچھ میں مصروف ہوتی ہیں اور اسی طرح اپنے کے اردگرد کے تمام لوگوں کو یعنی گھر میں خوش رکھنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتی ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتی ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا ماؤں کے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ وہ مانٹی سوری کی طرح تعلیم دیں اور کنڈرگارٹن کی طرح لیکن ایسا کرنے کے لئے بچوں کو خوب ذہین ہونا چاہیئے ورنہ کھانا جو چولہوں پر رکھا ہوا جل جائے گا (یعنی ماں بچے کو بات سمجھاتی رہے گی اور ہنڈیا جل جائے گی) یہ بھی چاہیئے کہ بچہ صاف ستھرا ہو اور گھر میں صفائی کے ساتھ ادھر ادھر گھومے پھرے تاکہ گھر کو گندا نہ کر دے۔

جناب والا ایم۔ سعید کا خط جو ڈان کے ۲۸ مارچ کے شمارے میں شائع ہوا ہے اس سے ناپسندیدہ باتیں سامنے آتی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ وہ بہت زیادہ متعصب ہیں۔ مائیں کوئی سپر عورتیں تو ہوتی نہیں جیسا کہ ان کے خاوند عام طور پر چاہتے ہیں کہ وہ ہوں۔ تمام مائیں بچوں کے ساتھ درست طریق پر معاملہ نہیں کر سکتیں۔ چاہے ان کے اپنے بچے ہوں۔ وہ اس صبر اور تحمل کے ساتھ پیش نہیں آ سکتیں۔ جتنا کہ وہ عورتیں جنہیں تربیت دی جاتی ہے۔ جو تجربہ کار استانیاں ہوتی ہیں۔ بعض ایسا کرنا تو چاہتی ہیں اور کر بھی سکتی ہیں لیکن ان کے پاس اور بھی بہت سی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جنہیں ان کے لئے نبھانا لازمی

باقی ص ۷ پر

World of 'tiny tots'

FROM the .. moment a child learns to breathe on his own, he starts to develop as an individual. His education starts very early, even before he is taught proper names for things around him. He learns to unscrew caps and pour water from cups. Yet some people think that six years should be the age for a child to start learning?

As a baby grows to become a 'tiny tot' his field of adventure becomes greater and a need for interaction with other children nearer his age takes root. He learns to share and to tolerate due to this interaction.

Indeed these are a few of the things that Montessori's and pre-schools deal with while providing a friendly and caring atmosphere for the child. At home mothers are busy cooking, cleaning and trying their utmost best to keep everyone around them happy. Seriously, do they have the time to 'provide Montessori' and kindergarten education? Yes. But the child must be quick or the food will burn, the child must be neat or the house will be messed up again.

Sir, A.M. Sayied's letter *Dawn* March 28) stinks of chauvinism and he appears very prejudiced too. Mothers are not super-women as their husbands so often want them to be. All women cannot handle children, be it their own, with the same patience and know-how as trained and experienced teachers. Some want to and can do even better but they have too many other responsibilities to enable them to be as caring all the time.

We should give our children the care and importance they deserve, not neglect them due to our petty misconceptions and prejudices. The question is not of rich people or of elite schools, but of communities that come together to provide a better learning atmosphere for their children after they have explored every thing they were allowed to at home.

There are many ways to solve the heavy-school bag problem, but to declare a 'Jehad' against play-schools and Montessoris — is a little extreme, don't you think?

Let's not make a mockery of our religion and let's not be flippant in the use of major Islamic terms. Jehad is a main pillar of Islam, not a wayside pebble that we can put into any odd service when it suits our selfish purpose.

NOUCHINE Z MAZHAR
Al Khobar, Saudi Arabia

DAWN WEDNESDAY, APRIL 14, 1993

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ــــــ غلام احمد ایڈووکیٹ

محترمہ سرور سلطانہ صاحبہ

میری اہلیہ محترمہ سرور سلطانہ چھتیس سال میری رفاقت میں فرماں برداری اور اطاعت کا ایک پاکیزہ اور نہایت شاندار نمونہ دکھا کر اچانک ۲۱ دسمبر ۱۹۹۲ء سوا تین بجے بعد دوپہر اپنی ابدی منزل کی طرف روانہ ہو گئیں۔ ہم سب اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔

شادی کے بعد از خود احمدیت میں داخل ہوئیں اور پھر کبھی مڑ کر نہ دیکھا۔ والدین۔ بہن بھائی۔ سب ان کی بہت عزت کرتے یہ بھی ان کی ہر طرح سے خدمت گزار اور خیال رکھتی تھیں۔ سسرال کے گھر بھی ہر ایک ان کا دلدادہ تھا۔ بہت ہی کم گو تھیں یہاں تک کہ گذشتہ سال ایک ملاقات کے موقع پر حضرت اقدس نے بھی فرمایا کہ آپ تو کبھی بولتی ہی نہیں صرف میری طرف دیکھتی رہتی ہیں اور سنتی رہتی ہیں۔

ذرا کوئی خوشی کی خبر معلوم ہو یا غم فوراً مولا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتیں۔ کثرت سے نوافل ادا کرتی۔ بہت ہی کم سوتی تھیں بارہا ایسا موقع ہوا کہ رات میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سر سجدہ میں پڑا ہے بہت دعا گو تھیں۔ کام کے دوران بھی دل بایار کی تصویر بنی ہوتی تھیں۔ اخلاق کی کیفیت اس طرح تھی کہ سبھی عزیزوں۔ رشتہ داروں کی تو بات کیا، غیروں سے بھی وہ حسن سلوک روا رکھتیں کہ دیکھنے والے بھی محو حیرت ہوتے جھوٹ اور چوری سے دل کی گہرائی سے نفرت کرتی تھیں اور معمولی کوتاہی بھی برداشت نہ کر سکتی تھیں۔ کسی غلط بیانی پر اگرچہ وقتی طور پر خاموشی اختیار کر کے معاملہ کو فوری ختم کرنے کا کرتی مگر کوتاہی کرنے والے کو پیار اور محبت کے واسطہ سے آئندہ ایسی بری باتوں سے باز رہنے کی تلقین کرتی اور پھر اس وعدہ کی نگرانی کرتی کہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ ہمیشہ خود بھی سادہ زندگی بسر کی اور دوسروں کو بھی اس کی طرف راغب کرتی تھیں۔ خدمت گزار ایسی کہ میرے والد محترم کی لمبی بیماری فالج میں ان کی بے حد توجہ سے وہ خدمت کی کہ میں بھی بعض اوقات شرمندہ ہو جایا کرتا تھا نوکروں تک کی خدمت بھی عزیز و اقارب کی طرح ہی کرتی تھیں۔ سود اور قرض سے وہ نفرت تھی کہ کیا لکھوں کیونکہ اس سے ناراض ہو جاتی تھیں جو اس بات میں ملوث ہوتا تھا۔ بہت ہی سلیقہ شعار تھیں میری کم آمد کے باوجود حد درجہ کی مہمان نواز تھیں جس دن کوئی مہمان گھر پر نہ آئے پریشان ہو جاتی تھیں یہاں تک کہ بعض اوقات مجھے مہمان تلاش کر کے لانا پڑتا تھا۔ یہی کیفیت غرباء اور فقراء کے بارہ میں ان کی ہوتی تھی غالباً یہی وجہ تھی کہ باوجود کم آمد کے کبھی تنگی کا احساس بھی نہ ہوا۔ مولا کریم سب ضروریات کو پورا فرماتا۔

تربیت اولاد کا بھی ایک بہت عمدہ طریق تھا۔ کبھی کسی بچہ کو مارتی نہ تھیں۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ کے فرمان پر پوری طرح کاربند تھیں۔ ظاہری اخلاق کی نگرانی کرتی تھیں اور پھر اپنا بھروسہ دعا پر رکھتی تھیں۔ گھر کے کام کاج میں بچوں کو سات آٹھ سال کی عمر سے شریک کرتی ان سے مشورہ کرتی ان کی راہنمائی کرتی اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی غرض سے آزادانہ کام سپرد کر کے کرنے دیتی۔ کام خراب ہو جانے کی صورت میں بھی حوصلہ شکنی نہ کرتی بلکہ دوبارہ سمجھا کر کرنے کو کہتی یہی وجہ ہے کہ تمام بچے گھر کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرنے کے اہل ہیں۔ شادی بیاہ پر سادگی پسند کرتی۔ رسوم و رواج سے نفرت تھی۔ جہیز کی لعنت کے خلاف زندگی بھر جہاد کرتی رہی۔ صرف زبانی نہیں عملی بھی اور خود بیٹے کی شادی پر کسی قسم کا جہیز نہیں لیا اور فریق ثانی کو واضح طور پر قبل از رخصتانہ آگاہ کر دیا۔ اسی طرح اپنی چار بچیوں کا رخصتانہ اپنی زندگی میں کیا۔ کسی قسم کا جہیز تیار نہ کیا نہ دیا۔ اور واضح اور صاف طور پر ابتدا ہی میں اس بات کا نہ صرف اظہار کر دیا کرتی تھیں بلکہ احسن رنگ میں سمجھا دیا کرتی تھیں۔ ان کی تربیت جو مولا کریم کے فضل اور رحم سے انہوں نے کی ان کی بیٹیاں بھی ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔ اپنی اپنی نیک سیرت اور اخلاق سے سب کی خدمت گزار اور اطاعت کا قابل رشک نمونہ دکھا رہی ہیں مولا کریم تمام احمدی گھروں کو جنت کا نمونہ بنائے۔

امامت احمدیہ کی ایک گمنام جان نثار تھیں۔ وقف نو میں سب بچوں سے تحریک میں شامل ہونے کے خط حضرت اقدس کی خدمت میں تحریر کروائے۔ بڑی بیٹی عزیزہ ناہید کے ہاں تین بیٹیاں پیدا ہوئیں جو پیدائش سے قبل ہی وقف نو میں شامل تھیں اسی طرح جرمنی میں عزیزہ فرزانہ نے بھی وقف نو کی منظوری حاصل کی ہوئی تھی۔ بیٹی پیدا ہوئی تو واقف نو تھی۔ مولا کریم باقی سب کو بھی والدہ کی خواہش پوری کرنے والا بنائے

اسیران راہ مولا ساہیوال کیلئے ایک تڑپ دل میں رکھتی تھیں جب تک خود ساہیوال رہی یا کوئی بیٹی ساہیوال رہی یعنی اگست ۱۹۸۹ء تک اسیران راہ مولا کے لواحقین یا ان سے ملاقات کے لئے آنے والے احباب کا کھانا نہایت اہتمام سے گھر پر خود تیار کرتی اور کھانا جب تک قیام گاہ پر پہنچا نہ دیتی صبر نہ کرتی۔ ہمیشہ بچوں سے کہتی یہ میرے مولا کے مہمان ہیں ان کے ملنے والوں کو بھی تکلیف نہ ہو خاوند کی پوری طرح اطاعت گذار تھیں میرے ساتھ الفت اور محبت کا ایک قابل رشک مظاہرہ کیا میرے ہر قسم کے امور کی مکمل حفاظت کی۔ میری اور اپنی بات کی کانوں کان کسی کو خبر تک نہ ہونے دی مجھے یقین ہے کہ آج کوئی ایک فرد بھی نہیں کہہ سکے گا کہ انہوں نے میاں بیوی یا اس رشتہ سے متعلق میرے اور اپنے تعلقات کا ذکر تک ساری زندگی کسی سے کیا ہو۔ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق وہ اس خلق میں بھی کامیاب ہو گئی ہیں کہ میاں بیوی کے خفیہ تعلقات کی بھی بیوی پر حفاظت لازم ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

بعد میں شامل ہوئیں مگر مجھ سے پہلے نظام وصیت کو تمام شرائط کے ساتھ قبول کیا اور وصیت کی۔ اپنا چندہ باقاعدہ ادا کرتی تھیں۔ صدقہ خیرات کے لئے ہاتھ کھلا رکھتی تھیں۔ ان پر حقیقت روشن بھی تھی۔ کہا کرتی تھیں کہ مجھے تم سے پہلے وفات آئے گی۔ میری وصیت کے بارہ میں کسی گھبراہٹ کا اظہار نہ کرنا۔ اس بارہ میں تم کو جتنے پیسوں کی ضرورت ہو گی وہ مجھ سے تمہیں مل جائیں گے۔ رب کریم نے اپنی اس عاجز بندی کی زبان سے نکلی ہوئی بات پوری فرمائی۔

جب خاکسار میت لے کر کینیڈا سے روانہ ہونے کی تیاری کر رہا تھا ان کے کچھ کپڑے بھی لانے تھے جو میری بیٹی میرے سامان میں رکھ رہی تھی۔ اچانک میرا پرس جو میرے ہاتھ میں تھا میں نے کمرہ میں رکھ دیا۔ چند منٹ بعد اس کی ضرورت پڑی تو تلاش پر نہ ملا اس کی تلاش میں جب میری بیٹی نے اپنی والدہ کے بیڈ سے میٹرس اٹھائی تو ایک پرس ملا جو چند ہفتے پہلے انہوں نے مجھ سے لیا تھا اس میں کچھ رقم تھی۔ جب میزان کی گئی تو وہ رقم ان تمام اخراجات کے لئے کافی نکلی جو ان کی وفات سے لاہور تک کے اخراجات کے لئے ضروری تھے۔ میرا یقین ہے اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت سے ایسا ہوا ہے کہ ان کے تمام کام بلا کسی روک کے احسن طور پر مکمل ہوئے

غم کے مواقع پر آنسو تو بہایا کرتی تھیں مگر واویلا کرتے میں نے کبھی نہیں سنا نہ دیکھا۔ اس لئے میں اور بچے بھی راضی ہیں کہ بلانے والا ہے سب سے پیارا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد شدہ شہادت کے فرض سے یہ عرض کر کے کہ میری اہلیہ نے میرے گھر کو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے اور اپنے تمام عزیز و اقارب تمام ملنے والوں دوستوں۔ ملازمین۔ سب کے لئے ایک جنت کا نمونہ بنایا۔ دعا گو ہوں کہ مولا کریم بھی ان سے رحمت اور بخشش کا سلوک فرمائے

طبّ و صحت

ایک ڈاکٹر صاحب جو جلدی امراض کے ماہر ہیں۔ ہم نے انہیں کہتے سنا کہ چاہئے تو یہ کہ انسان ہر روز نہائے لیکن اگر ہر روز نہ نہا سکے تو کم از کم ایک دن چھوڑ کر اس سے اگلے دن ضرور نہانا چاہئے۔ جلد کی اہمیت انہوں نے بتاتے ہوئے کہا کہ یہ جراثیم کو ہمارے اندر جانے سے روکتی ہے۔ اگرچہ اس کے اوپر بہت زیادہ جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ لیکن ان جراثیم کو جسم کے اندر داخل ہونے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اس لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ جب بھی کوئی چوٹ لگے اور چوٹ ایسی ہو کہ اس میں سے خون بہے یعنی وہاں پر جلد کٹ جائے تو فوری طور پر اس کٹی ہوئی جگہ کو محفوظ کر لینا چاہئے تاکہ جراثیم اس جگہ سے اندر نہ داخل ہو جائیں یہ تو ہم سب جانتے ہیں یا ہم سب کو جاننا چاہئے کہ جراثیم کا اس طرح اندر داخل ہونا بہت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جلد کو صاف نہ رکھنے سے بیماریاں تو بے شمار پیدا ہوتی ہیں۔

بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اتنی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ ہم انہیں فوری طور پر گنوا بھی نہیں سکتا۔ لیکن ایک بیماری جو عام طور پر پیدا ہو جاتی ہے وہ خارش کی ہے۔ خارش عام طور پر بغلوں میں پیٹ پر اور گھٹنوں پر ہوتی ہے اگرچہ سارے جسم پر بھی بعد میں ہونے لگتی ہے۔ لیکن آغاز اس کا اسی طرح ہوتا ہے کہ بغلوں میں گھٹنوں میں یا پیٹ پر خارش شروع ہو جاتی ہے۔ اس خارش کے برے نتائج نکل سکتے ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر ہم ہر روز نہ نہا سکیں تو ایک دن چھوڑ کر اس سے اگلے روز ضرور نہایا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صـ۳

پوچھا کیا بات ہے کہنے لگے بچی نہیں مل رہی سارے شہر میں گھوما ہوں۔ بس ابھی تھوڑی دیر ہوئی وہ گھر سے نکلی تھی۔ سب گلیاں چھان ماری ہیں۔ لیکن وہ مل نہیں رہی۔ اور وہ یہ کہتے ہوئے ایسے لگا جیسے آبدیدہ ہو گئے ہیں ایک ہی بچی۔ چھوٹی سی۔ اور گھر سے غائب اور تلاش کے باوجود مل نہ سکے۔ آبدیدہ تو ہونا ہی تھا ہمارے پاس سے ایک نوجوان گذرے کہنے لگے کیا بات ہے ہم نے انہیں بتایا کہ اس طرح بچی کھو گئی ہے وہ کہنے لگے کہ ہماری گلی میں ریت کے ڈھیر پر ایک اتنی ہی عمر کی بچی بیٹھی رو رہی ہے وہ ہماری گلی کی بچی نہیں ہے۔ ہم اس بات سے حیران ہوئے کہ یہ نوجوان ڈیڑھ سال کی بچی کے متعلق جانتا ہے کہ یہ ہماری گلی کی بچی نہیں ہے چنانچہ ہمارے وہ عزیز دوست وہاں گئے اور انہوں نے وہاں جا کر دیکھا کہ ان کی بچی وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ خدا کا شکر کیا کہ بچی مل گئی اللہ تعالےٰ نے اس عزیز پر بڑا فضل کیا کہ ایسے حالات میں کہ بچی کا ملنا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ بچی مل گئی یوں لگا کہ کسی باہر کی عورت نے اس بچی کو اٹھایا اور وہ لے کر جانے لگی۔ کچھ دور تک گئی تو اسے کچھ خیال آیا اور اس نے اتار دیا۔ اور بچی وہیں بیٹھی کھیلتی رہی۔

اب آپ بتائیے کہ یہ نوجوان جس نے یہ کہا کہ ہماری گلی میں فلاں جگہ ریت کے ڈھیر پر ایک ڈیڑھ دو سال کی بچی کھیل رہی ہے اور وہ ہماری گلی کی بچی نہیں ہے۔ یہ مشاہدے معائنے کی حس کی انتہا نہیں تو کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزا دے اور ان کے اسی مشاہدے معائنے کی حس کو اور بھی زیادہ تیز کرے اور وہ اس حس کے ذریعے انسانیت کی بہت سی خدمت کر سکیں۔ جس نوجوان نے یہ بتایا کہ اس کی گلی میں ایسی بچی موجود ہے۔ اگر ان کا نام بتا دیں تو کیا حرج ہے۔ ان کا نام ہے ملک مشرف احمد اور وہ اور ہم ایک ہی گلی میں رہتے ہیں۔

اس میں کیا شک ہے کہ حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالےٰ ہمیشہ آپ پر اپنی رضا کا اظہار فرماتا رہے نے خدام الاحمدیہ کو مشاہدے معائنے کی طرف توجہ دلا کر زندگی کے ایک بہت اہم شعبے کی طرف ان کے رخ کو موڑا۔ مشاہدہ معائنہ بڑے کام کی چیز ہے۔ صرف دیکھنا کافی نہیں جب لوگ کہتے ہیں آنکھیں کھلی رکھو تو سب جانتے ہیں کہ آنکھیں تو کھلی ہی رکھی جاتی ہیں۔ آنکھیں کھلی نہ رکھیں تو چل پھر کیسے سکیں اور اٹھ بیٹھ کیسے سکیں دیکھیں کیسے کوئی کام کیسے کریں۔ لیکن "آنکھیں کھلی رکھو" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مشاہدہ معائنہ کی حس کو تیز کرو۔ جسے آپ دیکھیں اسے خوب دیکھیں اور اس کے متعلق کچھ نہ کچھ یاد رکھنے کی کوشش کریں۔ یہی مشاہدہ معائنہ ہے۔ اور اسی کی حس دنیا میں بہت سے اہم کام کرنے میں سہولت پیدا کرتی ہے۔

بقیہ : صـ۴

تو وہیں پر ایک سایہ کے تلے
بے تکلف بے غل و غش سو گئے

ہم رکابی میں کوئی حاضر نہ تھا
کوئی ساتھی تھا نہ کوئی آشنا

تھی فقط اک ذاتِ اقدس آپ کی
سایہ افگن یا خدا کی ذات تھی

اتفاقاً ایک دشمن آپ کا
چلتے پھرتے اس طرف کو آگیا

اس نے جب دیکھا انہیں غافل پڑا
تو وہ اپنے دل میں بے حد خوش ہوا

کھینچ لی تلوار فوراً میان سے
مستعد تھا قتل کرنے کے لئے

اتنے ہی میں یہ خیال آیا اسے
کیا انہیں یوں قتل کرنا چاہیئے

ایک غافل آدمی کو مارنا
کیا شجاعت کا یہی ہے مقتضیٰ

سوچ کر یہ کر دیا بیدار انہیں
اور عالی ہمتی کے جوش میں

اس طرح للکار کر کہنے لگا
لے بتا اب کون حامی ہے ترا

کون اب تجھ کو بچانے آئے گا
مَیں بھی دیکھوں کون ہے تیرا خدا

سُن کے اتنی بات شاہِ بحر و بر
کانپ اٹھے غصے میں مثلِ شیرِ نر

تُند لہجے میں کہا او بد یقیں
میرا حامی ہے وہ ربّ العالمیں

جس نے لفظِ کُن سے یہ سارا جہاں
اگلا مصرعہ یاد نہیں

یہ کروڑوں آدمی پیدا کئے
چاند سورج ہے حکم جس کے لئے

تُو مجھے اور قتل کر ڈالے بھلا
تیری یہ تلوار اور میرا گلا

اگلے اشعار کا مفہوم یہ تھا۔

اس کے بعد تلوار اس کے ہاتھ سے گر جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا لیتے ہیں اور فرمایا کہ اب تُو بتا تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ پھر فرمایا بدبخت تُو بھی وہی کیوں نہیں کہتا جو ابھی میرے منہ سے سن چکا ہے کہ مجھے بھی وہ رب العالمین خدا ہی بچائے گا۔

چونکہ آخری چند اشعار دادی جان کو یاد نہیں رہے اس لئے نثر میں بیان کر دئے۔ کیا آپ اسے شعروں میں بیان کر دیں گے؟

بقیہ : صـ۵

بات ہے چنانچہ ان ذمہ داریوں کی وجہ سے وہ بچوں کی اسی طرح دیکھ بھال نہیں کر سکتیں۔ جس طرح وہ استانیاں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بچوں کی صحیح طور پر دیکھ بھال کریں اور ان کو وہی اہمیت دیں جس کے وہ حقیقی طور پر مستحق ہیں۔ ہمیں ان سے غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ صرف اس لئے کہ ہمارے خیالات غلط راہ پر چل نکلے ہیں اور ہمیں کچھ تعصبات نے بھی گھیرا ہوا ہے۔ بات امیر آدمی کی نہیں ہے یا بہت اونچے سطح کے سکولوں کی بات ہے ایک دوسرے تک بات پہنچانے کی یعنی کس طرح بہتر طریق پر سیکھا اور سکھایا جا سکتا ہے۔ ان کے بچوں کے لئے کیسا ماحول زیادہ مفید رہ سکتا ہے۔ خاص طور پر جب انہوں نے گھر میں بچوں کو آزما لیا ہوتا ہے۔

سکول کی کتابوں کے بڑے بڑے بستوں کا مسئلہ حل کرنے کے کئی طریق ہیں لیکن ایسے سکولوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دینا جہاں کھیلیں بھی کھلائی جاتی ہیں اور وہ مانٹی سوری کے سکول ہیں۔ یہ کسی حد تک انتہا پسندی ہے۔ کیا آپ اسی نہج پر نہیں سوچتے۔ آئیے ہم اپنے مذہب کا مذاق نہ اڑائیں اور اسلام کی جو بڑی بڑی اصطلاحیں ہیں مثلاً جہاد ان کو معمولی باتوں کے لئے استعمال نہ کریں جہاد اسلام کا ایک بہت بڑا ستون ہے۔ یہ راستے میں پڑا ہوا کنکر نہیں ہے کہ ہم اسے جس طرح چاہیں اس سے کام لیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

مکرم صوفی حبیب الرحمٰن زیدی صاحب ایم اے اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری چند دنوں سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب جرمنی کے ہسپتال میں ایمرجنسی وارڈ میں داخل ہیں۔ پھیپھڑوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے حالت تشویشناک ہے۔

○ مکرم سید منظر علیشاہ صاحب آف راہوالی ضلع گوجرانوالہ کچھ عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔

احباب کرام سے انکی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

انسانی حقوق کے چارٹر

مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۹۳ء کو کاروانِ علم و آشتی کے تحت جو سیمینار ہوا تھا اس میں محترم پروفیسر مسعود احمد خان صاحب نے انسانی حقوق کے چارٹر کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع اور میثاق مدینہ کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس وقت اس میثاق میں مسلمان، یہودیوں اور مشرکین سب کو ایک قوم قرار دیا گیا۔ سیمینار کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس میں یہ ذکر سہواً رہ گیا تھا۔

روزنامہ الفضل
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر قاضی منیر
مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۶-اپریل خشک گرم موسم کا سلسلہ جاری ہے۔ گرمی بڑھ رہی ہے۔

○ باخبر ذرائع کے مطابق تمام بلدیاتی ادارے توڑ کر ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ ملک بھر کی زکوٰۃ اور عشر کمیٹیاں بھی ختم کر دی جائیں گی۔ بلدیاتی اداروں اور زکوٰۃ کمیٹیوں کی بدعنوانیوں سے نگران وزیر اعظم کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔

○ مسٹر غلام حیدر وائیں کے خلاف تحریک عدم اعتماد کے دوران پنجاب اسمبلی کا گھیراؤ کرنے کی کوشش کی گئی۔ پولیس نے آنسو گیس پھینک کر لوگوں کو منتشر کر دیا۔ قریباً ۲۰۰ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ مسلم لیگ ہاؤس سے بھی گرفتاریاں کی گئیں۔ گرفتار شدگان کو بعد ازاں رہا کر دیا گیا۔

○ کراچی سے پشاور جانے والی عوام ایکسپریس کو جنگ شاہی کے قریب حادثہ پیش آنے سے ۱۵ ڈبے پٹڑی سے اتر گئے۔ ۱۵۰ افراد زخمی ہو گئے۔

○ سینٹ کا اجلاس ۳ مئی کو طلب کر لیا گیا ہے۔ یہ اجلاس مسلم لیگ (نواز گروپ) اے این پی اور جماعت اسلامی کے اراکین نے طلب کیا ہے۔

○ کراچی میں جلوس نکالنے اور جلسہ کرنے پر نواز شریف۔ شیخ رشید، چوہدری شجاعت حسین اور سید غوث علی شاہ سمیت ۱۳ افراد کے خلاف مقدمے درج کر لئے گئے۔ ہنگامہ آرائی اور پتھراؤ کے الزام میں ۳۲ افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

○ سابق وزیر اعظم نے قومی اسمبلی توڑے جانے کو براہِ راست سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا ہے۔ سپریم کورٹ کا گیارہ رکنی فل بینچ یہ آئینی درخواست سن رہا ہے۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ سید مظفر علی شاہ نے پیپلز پارٹی کو کابینہ میں شمولیت کی پیشکش کی ہے انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ قومی پارٹی حکومت میں شامل ہو جائے

○ پنجاب کے نئے گورنر چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ گورنر بے اختیار نہیں ہوتا۔ میں پنجاب کی شرافت واپس لاؤں گا

○ صوبائی اسمبلیاں نہ توڑے جانے کی صورت میں جتوئی نے قومی اسمبلی کے انتخابات کے بائیکاٹ کی دھمکی دے دی ہے۔

○ بیگم جنرل آصف نواز نے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے شوہر کا پوسٹ مارٹم غیر جانبدار غیر ملکی کوالیفائڈ ڈاکٹروں سے کرایا جائے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کے خلاف تحریک عدم اعتماد بھاری اکثریت سے منظور ہو گئی۔ اسمبلی نے سپیکر مسٹر منظور احمد وٹو کو قائد ایوان منتخب کر لیا جس کے بعد انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا۔

○ سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش ہونے کے وقت پنجاب اسمبلی میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ ایک دوسرے کو گالیاں دی گئیں۔ مار کٹائی ہوئی کرسیاں اور مائیک اٹھا اٹھا کر مارے گئے تحریک کے حق میں ۱۵۷، اور مخالفت میں صرف ۲۰ ووٹ آئے۔ سابق وزیر اعلیٰ نے کہا کہ پنجاب اسمبلی میں غیر قانونی اور غیر آئینی کارروائی کی گئی ہے اسے ہم تسلیم نہیں کریں گے۔ اور عدالت میں جائیں گے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے ساتھ ۶۵، اراکین اسمبلی تھے۔

○ سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ میری حکومت کی برطرفی عوام کی توہین ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں وزیر اعظم تھا تو اتنا مقبول نہیں تھا۔

○ وفاقی وزیر ارباب غلام رحیم نے کہا ہے کہ جوں جوں بدعنوانیوں اور قومی خزانہ لوٹنے کے ثبوت ملتے چلے جائیں گے صدر سے نواز شریف حکومت کے خلاف ریفرنس دائر کرنے کی درخواست کی جائے گی۔

○ نگران وزیر اعظم مسٹر بلخ شیر مزاری نے کہا ہے کہ پاکستان کو دہشت گردوں کا اڈہ نہیں بننے دیں گے اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلامی ملکوں میں بامقصد تعاون ہوتا تو دنیا بھر میں مسلمانوں کو مصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

○ پیپلز پارٹی کے چوہدری الطاف نے پنجاب کے گورنر کے عہدے کا حلف اٹھا لیا ہے۔

○ وفاقی وزیر مسٹر آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ ہم نے نواز شریف سمیت تمام لوگوں کو معاف کر دیا ہے کسی کو انتقام کا نشانہ نہیں بنائیں گے۔

○ گذشتہ روز سابق وزیر اعظم نواز شریف جب مزار قائد اعظم گئے تو ان کے حامیوں نے سندھ کے وزیر اعلیٰ مظفر شاہ پر حملہ کر دیا ان کے کپڑے پھاڑ ڈالے اور کار جلا دی گئی بعد ازاں مظفر شاہ نے کہا کہ میں خیریت سے ہوں۔

○ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عبدالقیوم نے کہا ہے کہ نواز شریف محاذ آرائی نہ کریں مارشل لاء آیا تو سب کچھ گڑبڑ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ احتساب کو ناپاک کر دیا گیا ہے اب فرشتہ بھی آئے تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ آزاد کشمیر اسمبلی توڑے جانے کے حالات اور آثار نہیں ہیں۔

○ وزارت مذہبی امور میں چھاپے کے دوران سنسنی خیز بے قاعدگیوں اور کرپشن کی گھناؤنی وارداتوں کے بے نقاب ہونے پر تبصرہ کرتے ہوئے وفاقی وزیر ارباب غلام رحیم نے کہا کہ یہ صدر کی سابق حکومت کے خلاف چارج شیٹ کا پہلا ثبوت ہے۔

○ اقوام متحدہ کی طرف سے سربیا اور مانٹی نیگرو کے خلاف نئی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ یہ پابندیاں بوسنیا کے امن معاہدے پر دستخط نہ کرنے پر لگائی گئی ہیں۔

بے بی ٹانک

بچوں کی کمزوری، سوکھا پن، دستوں، دانت نکالنے کی تکالیف اور چڑچڑا پن وغیرہ کیلئے بچوں کا ٹانک۔ قیمت -/12 RS لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیلسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی رجسٹرڈ)
فون: ۶۰۶ - ۷۷۱ ربوہ

HASHMI ASSOCIATES
(PROPERTY CONSULTANTS)

پاکستان کے خوبصورت اور دلکش شہر اسلام آباد میں رہائشی و کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا اپنا اور قابل اعتماد ادارہ۔

ہاشمی ایسوسی ایٹس

پتہ:۔ ۵ مہران پلازہ G/9 مرکز اسلام آباد
فون:۔ ۸۵۲۶۵۹ - ۲۵۳۵۲۶
۲۱۶۵۴۰

ضرورت ہے

ہمارے مشہور و معروف اور مستحکم یونانی دواسازی کے ادارے میں مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے

نام اسامی	تعلیم / تجربہ
۱۔ طبیب / حکیم:۔	فاضل طب و جراحت چار سالہ کورس کم از کم ۵ سالہ تجربہ
۲۔ سٹور کیپر:۔	میٹرک اور سٹور کیپنگ کا ۵ سالہ تجربہ
۳۔ کارکن:۔	میٹرک اور دواسازی کی مشینوں کو چلانے کا تجربہ
۴۔ کارکن:۔	میٹرک / کسی بھی دواخانہ میں دو سالہ تجربہ

دواسازی میں شوق اور دلچسپی رکھنے والے حضرات اپنی درخواستیں مقامی صدر / امیر کی تصدیق کے ساتھ ۲ مئی ۱۹۹۳ء تک زیر دستخطی کو بھجوا دیں۔ تنخواہ بالمشافہ طے کی جائے گی۔
مینجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ ربوہ

پتہ

حبوب مفید اٹھرا
۲۰- گرام -/۱۶
۶۰- گرام -/۴۸

اکسیر اولاد نرینہ
(کورس)
-/۱۵۰ روپے

زدجام عشق
خاص
-/۴۸۰ روپے

روشن کاجل
-/۵ روپے

تریاق معدہ
-/۱۰ روپے
-/۲۰ روپے

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۳۴ ٹیکس: ۵۳۴ - ۴۵۲۴